فون نمبر ۴۹ ۔ تار کا پتہ : ڈیلی الفضل ربوہ

REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

یوم سہ شنبہ

۴ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ

الفضل ربوہ

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ”
سہ ماہی ۷ ”
خطبہ نمبر ۵ ”
بیرون پاکستان
سالانہ ۴۵

جلد ۵۱/۱۶ | ۴ تبوک ۱۳۴۱ ہش | ۴ ستمبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۲۰۴

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

نخلہ ۲ ستمبر ۱۹۶۲ء بوقت دس بجے صبح

کل اور پرسوں بعد دوپہر حضور کو بے چینی کی تکلیف رہی۔ چند دن سے بے چینی کی تکلیف روزانہ شام کے قریب ہوجاتی ہے۔ رات نیند آگئی۔ اس وقت طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولےٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے

آمین اللّٰھم آمین

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا کی راہ میں پیش آنیوالے ابتلاؤں اور مصائب کو رنج اور تکلیف کے رنگ میں نہ سمجھو

اللہ تعالےٰ ابتلا اور مصائب ان پر بھیجتا ہے جن کو دونوں بہشتوں کا مزہ چکھانا چاہتا ہے

”اس بات کو کبھی مت بھولو کہ دنیا روزے چند آخر کار با خداوند۔ اتنا ہی کام نہیں کہ کھا پی لیں اور بہائم کی طرح زندگی بسر کرلی۔ انسان بہت بڑی ذمہ داریاں لے کر آتا ہے۔ اس لئے آخرت کی فکر کرنی چاہیئے اور اس کی تیاری ضروری ہے۔ اس تیاری میں جو تکالیف آتی ہیں وہ رنج اور تکلیف کے رنگ میں نہ سمجھو بلکہ اللہ تعالیٰ ان پر بھیجتا ہے جن کو دونوں بہشتوں کا مزہ چکھانا چاہتا ہے ولمن خاف مقام ربہ جنتان۔ مصائب آتے ہیں تا کہ ان عارضی امور کو جو تکلیف کے رنگ میں ہوتے ہیں نکال دیں۔

مولوی رومی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

عشق اوّل سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ جب مومن مومن بننا چاہتا ہے تو ضرور ہے کہ اس پر دکھ اور ابتلاء آویں اور وہ یہاں تک آتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو قریب موت سمجھتا ہے اور جب اس حالت تک پہنچ جاتا ہے تو رحمت الٰہیہ کا جوش ہوتا ہے اور قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا کا حکم ہوتا ہے۔ اصل اور آخری بات یہی ہے مگر نہ شنیدہ کہ

خدا داری چہ غم داری“

(بحر العرفان ص ۲۶ تا ص ۲۷)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی صحت

ربوہ ۳ ستمبر حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کو گزشتہ رات بار بار پیشاب آنے کے باعث بہت بے چینی رہی۔ کمزوری ابھی بہت ہے۔ احباب جماعت شفائے کامل و عاجل کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

امیدواران واقف زندگی طلباء متوجہ ہوں

امیدواران واقف زندگی طلباء کی اطلاع کے لیئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۶۲ء بروز پیر بوقت ۷ بجے صبح دفتر وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ میں انٹرویو کے لئے وقت پر حاضر ہوں

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

ربوہ میں بجلی کی خرابی

ربوہ ۳ ستمبر (۹ بجے صبح) ربوہ میں بار بار بجلی خراب ہونیکا سلسلہ جاری ہے آج صبح بھی نصف گھنٹہ کے قریب بجلی کی رو بند رہی۔

ربوہ میں جلسہ تحریک جدید

ربوہ ۔ ہفتہ تحریک جدید کے سلسلہ میں جو ۲ ستمبر سے شروع ہوچکا ہے آج مورخہ ۳ ستمبر بروز سوموار بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں ایک جلسہ منعقد ہو رہا ہے جس میں تحریک جدید کی اہمیت اور اس کے عظیم الشان کارناموں پر روشنی ڈالی جائے گی۔ نیز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تقریر کا ریکارڈ بھی سنایا جائے گا۔ مستورات کے لئے پردہ کا انتظام ہوگا۔ احباب جماعت اور بہنیں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہوکر مستفیض ہوں۔ (جنرل سیکرٹری تحریک جدید انجمن احمدیہ)

جامعہ نصرت ربوہ کا بی۔ اے فرسٹ ایر کا بقیہ نتیجہ

یونیورسٹی کی اطلاع کے مطابق جامعہ نصرت کی تین طالبات جن کے نتیجہ کا بعد میں اعلان ہونا تھا کامیاب قرار دی گئی ہیں۔ کل ۲۱ طالبات امتحان میں شریک ہوئی تھیں۔ ان تین طالبات شامل کرکے ۱۹ طالبات کامیاب رہیں۔ ۲۰ کی کمپارٹمنٹ تھی۔ مجموعی نتیجہ میں اپنی کلاس میں مس صوفیہ خانم اوّل رہی ہیں۔

(پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ)

ایڈیٹر : روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۴ ستمبر ۶۲ء

وان من امة الا خلا فيها نذير

محترمہ ناصرہ خاتون حیدری حیدرآباد دکن کا ایک مراسلہ "صدق جدید" لکھنؤ ۲۰۔جولائی ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا ہے جس کو ہم نے مدیر کی رائے کے ساتھ الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں "معاصرین کی رائے" کے زیر عنوان درج کیا ہے۔ ذیل میں اس مراسلہ کا ایک حصہ مع صدق جدید کی رائے کے نقل کیا جاتا ہے۔

"میری ناقص عقل جہاں تک کام کرتی ہے میں تو یہی سوچنے لگتی ہوں کہ اسلام تو دین قدیم کا نام ہے اس کا تعلق صرف عرب یا اسلامی النسل پیغمبروں تک محدود کر دینا گویا اسلام کو محدود کر دینا ہے۔ کیا ہمارے زمانے میں اسلامی علماء پر یہ ذمہ داری عاید نہیں ہوتی کہ ہندو مذہب کی الہامی کتب کو پہچانیں اور یہاں مجھے یہ کہنا ہے کہ یہ میری ذاتی رائے نہیں ہے کہ ہندو مت الہامی مذہب ہے بلکہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی رائے کی میں پیروی کر رہی ہوں) ان میں جو عناصر دین قدیم کے ہیں ان پر زور دیں اور اس Reference سے اسلام (دین قدیم) کے خدوخال کو اس طرح ابھاریں کہ ہر ایک کے لئے بس یہی راہ رہ جائے کہ

کافر نتواں باشی ناچار مسلماں شو

اس بارے میں آں محترم کا کیا خیال ہے۔

کمترین۔ ناصرہ (خاتون) حیدری گشتی
کتب خانہ چادرگھاٹ حیدرآباد

صدق:- بے شک یہ خیال غلط ہے کہ اسلام کا تعلق صرف عرب یا سامی مذاہب تک محدود ہے قدیم اور اصلی ہندو مذہب میں یقیناً توحید کی تعلیم ہوگی اور صحیح عقاید پر زور دیا گیا ہوگا اور پیمبر نہ سہی۔ جب بھی پیمبرانہ تعلیم نائبانِ پیمبر کے ذریعہ ضرور اس سرزمین پر بھی پہنچی ہوگی، و لکل قوم ہاد کا عموم اپنے اندر وہاں کوئی استثناء نہیں رکھتا۔ البتہ اس کا مصداق وہ قدیم ہندو مذہب ہوگا جو کسی زمانہ میں یہاں اپنی اصلی شکل میں پایا جاتا ہوگا۔ نہ کہ وہ مسخ شدہ مشرکیہ مذہب جو اس وقت رائج ہے ضرورت اس قدیم توحیدی مذہب کے کھوج لگانے اور اس کے اصل صحیح عقیدوں کو ڈھونڈ نکالنے کی ہے۔

دیکھئے کب کسی صاحب ہمت کو اسکی توفیق ہوتی ہے۔" (صدق جدید ۲۰ جولائی ۶۲ء)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے وصال (۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) سے کچھ عرصہ پہلے ایک رسالہ "پیغام صلح" کے نام سے شائع فرمایا تھا۔ اس رسالہ میں آپ نے ہندوستان کی دو بڑی قوموں مسلمانوں اور ہندوؤں کو باہم مل جل کر اور صلح و محبت سے رہنے کی نہ صرف تلقین فرمائی تھی بلکہ بعض ایسی تجاویز بھی پیش کی تھیں جن پر عمل کرنے سے یہ مقصد باحسن وجوہ حاصل ہو سکتا ہے۔ آپ نے اس رسالہ کی تمہید میں جو باتیں فرمائی ہیں وہ یہاں نقل کی جاتی ہیں:۔

"اے میرے قادر خدا اے میرے پیارے رہنما تو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہل صدق و صفا۔ اور ہمیں ان راہوں سے بچا جن کا مدعا صرف شہوات ہیں یا کینہ یا بغض یا دنیا کی حرص و ہوا۔ اما بعد اے سامعین ہم سب کیا مسلمان اور کیا ہندو باوجود صدہا اختلافات کے اس خدا پر ایمان لانے میں شریک ہیں جو دنیا کا خالق اور مالک ہے اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام میں بھی شراکت رکھتے ہیں یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہیں اور ایسا ہی بباعث ایک ہی ملک کے باشندہ ہونے کے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں اور دین و دنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں اور ایسی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضاء بن جائیں۔

اے ہموطنو!! وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا مثلاً جو جو انسانی طاقتیں اور قوتیں آریہ ورت کی قدیم قوموں کو دی گئی ہیں وہی تمام قوتیں عربوں اور فارسیوں اور شامیوں اور چینیوں اور جاپانیوں اور یورپ اور امریکہ کی قوموں کو بھی عطا کی گئی ہیں سب کے لئے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے اور سب کے لئے اس کا سورج اور چاند اور کئی اور ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہیں اور دوسری خدمات بھی بجا لاتے ہیں اس کی پیدا کردہ عناصر یعنی ہوا اور پانی اور آگ اور خاک اور ایسا ہی اسکی دوسری تمام پیدا کردہ چیزوں اناج اور پھل اور دوا وغیرہ سے تمام قومیں فائدہ اٹھا رہی ہیں پس یہ اخلاق ربانی ہمیں سبق دیتے ہیں کہ ہم بھی اپنے بنی نوع انسانوں سے مروت اور سلوک کے ساتھ پیش آویں اور تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنیں۔

دوستو! یقیناً سمجھو کہ اگر ہم دونوں قوموں میں سے کوئی قوم خدا کے اخلاق کی عزت نہیں کرے گی اور اسکے پاک خلقوں کے برخلاف اپنا چال چلن بنائیں گی تو وہ قوم جلد ہلاک ہو جائے گی اور نہ صرف اپنے تئیں بلکہ اپنی ذریت کو بھی تباہی میں ڈالے گی۔ جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے تمام ملکوں کے راستباز یہ گواہی دیتے چلے آئے ہیں کہ خدا کے اخلاق کا پیرو ہونا انسانی بقا کے لئے ایک آب حیات ہے اور انسانوں کی جسمانی اور روحانی زندگی اسی امر سے وابستہ ہے کہ وہ خدا کے تمام مقدس اخلاق کی پیروی کرے جو سلامتی کا چشمہ ہیں۔

خدا نے قرآن شریف کو پہلے اسی آیت سے شروع کیا ہے جو سورۃ فاتحہ میں ہے کہ الحمد للہ رب العالمین یعنی تمام کامل اور پاک صفات خدا سے خاص ہیں جو تمام عالموں کا رب ہے۔ عالم کے لفظ میں تمام مختلف قومیں اور مختلف زمانے اور مختلف ملک داخل ہیں۔ اور اس آیت سے جو قرآن شریف شروع کیا گیا یہ درحقیقت ان قوموں کا رد ہے جو خدا تعالیٰ کی عام ربوبیت اور فیض کو اپنی ہی قوم تک محدود رکھتے ہیں اور دوسری قوموں کو ایسا خیال کرتے ہیں کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کے بندے ہی نہیں اور گویا خدا نے ان کو پیدا کر کے پھر ردی کی طرف پھینک دیا ہے۔ یا ان کو بھول گیا ہے اور یا (نعوذ باللہ) وہ اس کے پیدا کردہ ہی نہیں۔ جیسا کہ مثلاً یہودیوں اور عیسائیوں کا اب تک یہی خیال ہے کہ جس قدر خدا کے نبی اور رسول آئے ہیں وہ صرف یہود کے خاندان سے آئے ہیں اور خدا دوسری قوموں سے کچھ ایسا ناراض رہا ہے کہ ان کو گمراہی اور غفلت میں دیکھ کر پھر کبھی ان کی کچھ پروا نہیں کی جیسا کہ انجیل میں بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں صرف اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے آیا ہوں۔ اس جگہ ہم ایک فرض محال کے طور پر کہتے ہیں کہ خدائی کا دعویٰ کر کے پھر ایسا تنگ خیالی کا کلمہ بڑے تعجب کی بات ہے کیا مسیح صرف اسرائیلیوں کا خدا تھا اور دوسری قوموں کا خدا نہ تھا جو ایسا کلمہ اس کے منہ سے نکلا کہ مجھے دوسری قوموں کی اصلاح اور ہدایت سے کچھ غرض نہیں۔

غرض یہودیوں اور عیسائیوں کا یہی مذہب ہے کہ تمام نبی اور رسول انہیں کے خاندان سے آتے رہے ہیں اور انہیں کے خاندان میں خدا کی کتابیں اترتی رہی ہیں۔ اور پھر بموجب عقیدہ عیسائیوں کے وہ سلسلہ الہام اور وحی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہو گیا اور خدا کے الہام پر مہر لگ گئی۔

انہیں خیالات کے پابند آریہ صاحبان بھی پائے جاتے ہیں یعنی جیسے یہود اور عیسائی نبوت اور الہام کو اسرائیلی خاندان تک ہی محدود رکھتے ہیں اور دوسری تمام قوموں کو الہام پانے کے فخر سے جواب دے رہے ہیں یہی عقیدہ نوع انسان کی بدقسمتی سے آریہ صاحبان نے بھی اختیار کر رکھا ہے یعنی وہ بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا کی وحی اور الہام کا سلسلہ آریہ ورت کی چار دیواری سے کبھی باہر نہیں گیا ہمیشہ اسی ملک سے چار رشی منتخب کئے جاتے ہیں اور ہمیشہ وید ہی بار بار نازل ہوتا ہے اور ہمیشہ ویدک سنسکرت ہی اس الہام کے لئے خاص کی گئی ہے۔

غرض یہ دونوں قومیں خدا کو رب العالمین نہیں سمجھتیں۔ ورنہ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ جس حالت میں خدا رب العالمین کہلاتا ہے۔ نہ صرف رب اسرائیلیاں یا صرف رب آریاں۔ تو وہ ایک خاص قوم سے کیوں ایسا دائمی تعلق پیدا کرتا ہے جس میں صریح طور پر طرفداری اور پکش پات پائی جاتی ہے پس ان عقاید کے رد کے لئے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کو اسی آیت سے شروع کیا کہ الحمد للہ رب العالمین اور جا بجا اس نے قرآن شریف میں صاف صاف بتلا دیا ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ کسی خاص قوم یا خاص ملک میں خدا کے نبی آتے رہتے ہیں بلکہ خدا نے کسی قوم اور کسی ملک کو فراموش نہیں کیا۔ اور قرآن شریف میں طرح طرح کی مثالوں میں بتلایا گیا ہے کہ جیسا کہ خدا ہر ایک ملک کے باشندوں کے لئے ان کے مناسب حال ان کی جسمانی تربیت کرتا آیا ہے ایسا ہی اس نے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم کو روحانی تربیت سے بھی فیضیاب کیا ہے جیسا کہ وہ قرآن شریف میں ایک جگہ فرماتا ہے وان من امة الا خلا فيها نذير۔ یعنی کوئی ایسی قوم نہیں جس میں کوئی نبی یا رسول نہیں بھیجا گیا۔

سو یہ بات بغیر کسی بحث کے قبول کرنے کے لائق ہے کہ وہ سچا اور کامل خدا جس پر ایمان لانا ہر ایک بندہ کا فرض ہے، وہ رب العالمین ہے۔ اور اسکی ربوبیت کسی خاص قوم تک محدود نہیں اور نہ کسی خاص زمانہ تک اور نہ کسی خاص ملک تک بلکہ وہ سب قوموں کا رب ہے اور تمام زمانوں کا رب ہے اور تمام مکانوں کا رب ہے اور تمام ملکوں کا وہی رب ہے اور تمام فیضوں کا وہی سرچشمہ

(باقی ملاحظہ ہو صفحہ پر)

مَیں کس طرح احمدی ہُوا؟

خدا تعالیٰ کے عظیم الشان فضل اور احسان کا کچھ ذکر

(از حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

میرے والد ماجد حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آج سے ۲۰ برس قبل مندرجہ بالا عنوان سے ایک مضمون رقم فرمایا تھا۔ جس میں انہوں نے اپنے قبول احمدیت کے حالات لکھے تھے اور بتایا تھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی راہ نمائی فرمائی اور پھر قبول احمدیت کے بعد خدمت دین کی غیر معمولی توفیق عطا فرمائی۔

یہ مضمون افادۂ احباب اور حضرت والد صاحب کے ذکر خیر کے طور پر درج ذیل کیا جاتا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ حضرت والد صاحب مرحوم و مغفور کی بلندئ درجات کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ اور یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تا اشاعت لٹریچر کا جو عظیم الشان کام انہوں نے شروع کیا تھا ہم اسے جاری رکھ سکیں:

خاکسار یوسف الہ دین ابن حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب رضی اللہ عنہ سکندر آباد دکن

سر آغا خان کو ماننے والی خوجہ قوم کا میں ایک فرد ہوں۔ اسلام کا یہ عجیب فرقہ ہے جس کے نزدیک نماز بھی فرض نہیں اس لئے ان کو مسجد کی بھی ضرورت نہیں۔ اس طرح ہمارا خاندان بھی نماز کا پابند نہ تھا۔ سال بھر میں صرف دو بار عیدین کی نماز کے لئے مسجد میں جانا ہوتا تھا اور بس۔

مجھے بعض فرقوں کی دینی کتب دیکھنے کا موقعہ ملا مگر کسی میں بھی خاص اثر یا کشش نہ پایا۔ مگر ۱۹۱۲ء میں جب میں ۲۶ سال کی عمر کا تھا ایک حسن اتفاق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور کتاب Teaching of Islam (اسلامی اصول کی فلاسفی) پڑھنے کا موقعہ ملا۔ وہ کتاب پڑھتے ہی میرے دل میں ایک عجیب تبدیلی پیدا ہوگئی۔ قرآن شریف لڑکپن میں پڑھ کر چھوڑ دیا تھا۔ اس کو پھر غور سے سمجھ کر پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ جس کے نتیجہ میں خاکسار نے مختلف مسائل کے متعلق قرآن شریف کی اکثر آیات ایک جگہ جمع کر کے انگریزی زبان میں Extract from Holy Quran نام سے ایک کتاب تیار کر کے مفت شائع کر دی۔ اس کے علاوہ نماز کا پابند ہوگیا۔ پانچ وقت کی نماز کے علاوہ بہت سے نوافل اور تہجد باقاعدہ پڑھنے لگا۔ ماہ رمضان کے روزوں کے علاوہ ہر ماہ تین سے پندرہ تک رکھنے لگا۔ سالانہ زکوٰۃ بھی نکالنی شروع کی۔ حج کی تیاری اور بعد میں اہل و عیال کے ساتھ یہ فرض بھی ادا کیا۔ ہماری تجارتی کمپنی میں جو ناجائز کام ہوتے تھے اور جن کو ہم تجارتی فن سمجھتے تھے وہ سب موقوف کر کے کاروبار میں راستی اور دیانتداری کا سلسلہ جاری کر دیا گیا۔

خدا تعالیٰ دعا سنتا ہے اور جواب بھی دیتا ہے

حضرت صاحب کی مذکورہ اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھنے سے مجھے اس بات کا علم بھی ہوگیا۔ کہ خدا تعالیٰ ہماری دعائیں سنتا ہے اور جواب بھی دیتا ہے۔ اس بات کی صداقت معلوم کرنے کے لئے میں نے خدا تعالیٰ کے حضور بہت عاجزی سے دعائیں کیں۔ اور میں حلفاً ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اس کے جواب بھی ملے۔ کسی طالب حق کو ذاتی تجربہ حاصل کرنا ہو تو یہ کتاب پڑھے اور آپ کی تعلیم کے مطابق عمل کرے تو انشاء اللہ اس کو بھی یہ فضل ضرور حاصل ہو جائے گا۔ جس طرح ہزاروں کو حاصل ہوتا رہا ہے۔

اہلحدیث سے تعلق

اسی اثناء میں ہمارے ایک تجارتی معاملہ میں ایک اہلحدیث صاحب سے تعلق ہوا۔ ان کے ساتھ آٹھ سال کی صحبت کی وجہ سے مجھ پر ایسا گہرا اثر ہوا کہ میں کٹر اہلحدیث ہوگیا۔ جس کے نتیجہ میں باوجودیکہ مجھ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کا اچھا اثر تھا۔ پھر میں آپ کے متعلق بدظن ہوگیا مگر آپ کی تعلیم کے مطابق اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی دعا کا ورد کرتا رہا۔

تبلیغ احمدیت

احمدیت کی تبلیغ مجھ کو سب سے پہلے ۱۹۱۴ء کے سال میں حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے ذریعہ سے ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی بھی عجیب قدرت و رحمت ہے کہ قادیان میں ۱۵۰۰ میل کے فاصلہ پر مجھ حقیر کے لئے ایسے ایک احمدی بزرگ کو میرے مکان تک پہنچا دیا ایک عجیب اتفاق سے ان کا میرے یہاں تشریف لانا ہوا۔ اور تبلیغ کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ صداقت احمدیت کے متعلق مجھ کو بہت کچھ انہوں نے سمجھایا۔ مگر افسوس کہ میں اکثر اہل حدیث ہوگیا تھا۔ کہ میں نے ان کی کوئی بات نہ مانی۔ انہوں نے مجھے قادیان سے بہت سی کتابیں منگوا دیں۔ مگر میں ایسا متعصب ہوگیا تھا کہ ان کتابوں کا وہی حصہ دیکھتا۔ جس میں اسلام اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں کا ذکر ہوتا۔ مگر جہاں کہیں حضرت عیسیٰ کی وفات اور آپ کے دعاوی کا ذکر ہوتا۔ تو وہ حصہ صاف چھوڑ دیتا۔ کیونکہ مجھے یہ خوب سمجھایا گیا تھا کہ حضرت صاحب اپنے دعاوی میں سچے نہ تھے (نعوذ باللہ) جب میرا یہ حال تھا کہ کتاب کا ضروری حصہ نہ دیکھوں۔ اور سمجھانے والے صاحب کی بات نہ مانوں تو مجھے ہدایت کس طرح ہو سکتی تھی؟ مگر اس رحمٰن و رحیم ہادی نے مجھ حقیر کو چھوڑ نہ دیا۔ مجھ پر رحم فرما کر میری ہدایت کے لئے ایک عظیم الشان انتظام فرمایا۔

ایک عظیم الشان انتظام

خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو ایک رؤیا کے ذریعہ حکم فرمایا کہ حضور شاہ دکن کو سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ کی جائے۔ جس کی تعمیل میں آپ نے ایک اعلیٰ کتاب تحفۃ الملوک کے نام سے خوبصورت حروف میں چھپوا کر حضور شاہ دکن اور دوسرے تعلیم یافتہ لوگوں کو تحفۃً ارسال فرمائی . . .

. . . . حضور شاہ دکن نے یہ کتاب شکریہ کے ساتھ قبول فرمائی۔

اس کے بعد حیدر آباد کے اور معزز لوگوں میں تبلیغ کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ جس کے لئے قادیان سے مولانا سید سرور شاہ صاحب، حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور حضرت حکیم محمد حسین صاحب قریشی تشریف لے آئے تھے تین ماہ کے بعد وہ صحابہ واپس تشریف لے گئے۔

مجھے سکندر آباد دکن میں اس تمام کارروائی کا کوئی علم نہ ہوا۔ مگر اصل بات تو یہ تھی کہ خدا تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ مجھ حقیر کو ہدایت ہو جائے۔ اس لئے میرے رحمٰن و رحیم ہادی نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دل میں یہ بات ڈالی۔ کہ پھر ان مبلغوں کو حیدر آباد و سکندر آباد روانہ کیا جائے۔ اس لئے پھر حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور حضرت حافظ روشن علی صاحب تشریف لے آئے۔ ان کے ساتھ جماعت احمدیہ حیدر آباد کے جنرل سیکرٹری جناب مولوی میر بشارت احمد صاحب بھی شریک تھے۔ اب انہوں نے سکندر آباد میں تقریروں کا سلسلہ جاری کیا۔ مجھے بھی اس کا پتہ لگا۔ اور میں نے بھی اپنے مکان پر ان کی ایک تقریر کروائی۔ اس کے بعد ہمارے یہاں روز آنہ قرآن شریف کا درس اور تبلیغ کا سلسلہ جاری ہوا۔ دوسری طرف میرے اہلحدیث دوست اور غیر احمدی علماء مجھے ان کے خلاف سمجھاتے رہے۔ اس طرح مجھے ہر دو فریق کے عقائد اور دلائل سننے کا خوب موقعہ ملا۔ دو تین مہینے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے تسلی ہوگئی۔ کہ احمدیت حق ہے۔ حضرت آپ کے مجدد کے دعوے کی حقیقت سمجھنے سے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام دعاوی و دلائل بلکہ آپ کی ہر ایک بات لفظ بلفظ صحیح ہونے کا یقین ہوگیا۔ وہ اس طرح کہ ایک حدیث کے متعلق حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل الفاظ یہ ہیں کہ:

ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ یعنے یقیناً اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو ان کے لئے ان کا دین تازہ کرے گا۔ (ابوداؤد ۔ کنز العمال حجج الکرامہ مشکوٰۃ)

یہ کیسے محکم الفاظ ہیں جن سے اسلام کی فضیلت کا ایک عظیم الشان قانون صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ اس امت کی راہ نمائی کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک خاص شخص کو مبعوث فرما کے اسکے ذریعے اس دین کی تجدید کرے گا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صدی کا مجدد کوئی معمولی شخص نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا ہوا خاص ربانی مصلح ہوتا ہے۔ پھر ایسا شخص جسکو خدا تعالیٰ اس امت کی راہ نمائی کے لئے خود مقرر فرمائے وہ کس طرح جھوٹے دعاوی کرکے گمراہی کی اشاعت کر سکتا ہے اس کا ہر ایک دعوےٰ تو کیا بلکہ اسکی ہر ایک بات لفظ بلفظ صحیح یقین کرنے میں ہی خدا تعالیٰ اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عین اطاعت ہے اور اس عظیم الشان صداقت کی مخالفت یا انکار خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ایک جنگ ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے ولی کی تحقیر یا دشمنی کی اس نے مجھ سے جنگ کیا (صحیح بخاری) بفضل خدا یہ چھوٹی مگر اہم بات ذہن میں ہونے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف تمام بدظنیاں دل سے دور ہو گئیں۔ اور پھر آپ کی تصانیف غور سے دیکھنے لگا آپ کے تمام دعاوی کی صداقت آفتاب کی مانند روشن ہو گئی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

میرا ایک خواب

گو اس طرح خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے مجھ پر حق کھل گیا۔ پھر بھی مجھ میں یہ جرأت نہ تھی کہ میں اپنی خویش اقارب اور اہل حدیث دوست کو ناراض کر کے احمدی سلسلہ میں شامل ہو جاؤں اس لئے میں یوں ہی ٹالتا رہا۔ آخر ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے اہل حدیث دوست اور ایک دوسرے شخص کے پاس بیٹھا ہوا ہوں وہاں پر کسی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی مذمت ہو رہی تھی اتنے میں پولیس آئی اور ہم تینوں کو گرفتار کر کے سکندر آباد کی پولیس کورٹ میں کھڑا کیا اور وہاں ہم تینوں کو آٹھ آٹھ روز کی قید کی سزا ہوئی۔ میں جیل میں رو رہا ہوں اور کہتا ہوں کہ مذمت تو میرے اہل حدیث دوست نے کی ہے اور میں ناحق گرفتار ہو گیا۔ تو مجھے کسی نے کہا کہ تو نے اسکی صحبت کیوں ترک نہ کی؟ جب میں سمجھ گیا کہ میرا اہل حدیث دوست احمدیہ سلسلہ کا مخالف تھا اس لئے بھلا بُرا کہتا تھا۔ مگر مجھ پر تو حق کھل گیا تھا پھر میں اسکے ساتھ ملا چلا رہتا ہوں۔ اس دنیا میں اس کے ساتھ مجھے بھی جیل کی سزا ہوئی اور اسی پر اڑا رہا تو آخرت میں دوزخ کی سزا ہو گی۔ یہ خواب میں نے اپنے اہل حدیث دوست کو سنا دیا اس کے بعد میں نے چند ہی روز میں بیعت کر لی۔

ہر ایک مسلمان پر تبلیغ فرض ہے

اس سلسلہ میں شامل ہونے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ہر ایک مسلمان پر جان و مال سے تبلیغ کرنی فرض ہے۔ قرآن شریف کی بہت سی آیات سے اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث سے اس کی سخت تاکید ثابت ہے۔ سورۃ عصر میں خدا تعالےٰ قسم کھا کر فرماتا ہے کہ ہر ایک انسان کی خرابی ہے سوائے ان کے جو مومن ہوئے اور نیک عمل کئے۔ پھر نیک عمل کی یہ تشریح فرما دی کہ حق کی تبلیغ کی جائے اور صبر کے ساتھ کی جائے۔ اسی طرح حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے ۷۳ فرقے ہو جائیں گے سب کے سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے اور بچے فرقے کی یہ علامت بتلائی کہ ما انا علیہ واصحابی یعنی جس طریق پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ آپ اور آپ کے اصحاب کا طریق کار کیا تھا؟ دن رات تبلیغ اسلام کرنا اسلام میں صرف احمدیہ سلسلہ ہے جو دن رات تبلیغ میں مصروف ہے۔ اس لحاظ سے بھی ثابت ہوا کہ احمدیہ سلسلہ ہی اسلام کا سچا فرقہ ہے۔

غیر احمدی تبلیغ کیوں نہیں کرتے؟

مسلمانوں کے اکثر حصہ کو مذہب کی طرف توجہ نہیں وہ صرف اسمی اور رسمی مسلمان ہیں پھر ان کے علماء میں اس قدر اختلاف ہے کہ اسلام میں ایسا ایک بھی فرقہ نہیں جس پر انہوں نے کفر کا فتویٰ نہ لگایا ہو۔ پھر ان کے مفسرین قرآن شریف کے ایسے معنی اور تفسیر کرتے ہیں جس کی وجہ سے اسلام کے مخالفوں کو اسلام پر اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بڑے ظالمانہ اعتراضات کرنے کا موقعہ ملتا ہے مخالف تو درکنار خود انہیں کے علماء ان کی تفسیر گمراہ کن اور مسلمانوں کے لئے اس کا دیکھنا حرام قرار دیتے ہیں جس کے ثبوت میں ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر کے متعلق فتوے

۱۹۲۶ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ وہاں ان کی تفسیر ثنائی کے متعلق تحقیقات ہوئی۔ وہاں کے علماء مفتیوں اور قاضیوں کی مجلس نے جو فتویٰ شائع فرمایا۔ اس کا کچھ حصہ یہ ہے :-

" ثناء اللہ کی تفسیر میں بیان کئے ہوئے مسائل طریقہ اہل سنت اور اہل حدیث کے خلاف ہیں۔ ایسے شخص کو تنبیہ کی جاوے تاکہ عوام جہال اس کے دھوکے میں نہ آ جائیں۔ ثناء اللہ نے باوجود سمجھانے کے اپنی غلطیوں پر اصرار کیا اور معانداً روش اختیار کی۔"

" یہ ایک بدعتی اور گمراہ کا کلام ہے۔ مولوی ثناء اللہ نے اپنی تفسیر میں حلولیہ۔ اتحادیہ۔ جہمیہ اور معتزلہ کے مذاہب کو جمع کر رکھا ہے۔ نہ تو مولوی ثناء اللہ سے علم حاصل کرنا جائز ہے اور نہ اس کی اقتداء جائز ہے . . . . . . اس کے کفر اور مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں۔"

" ثناء اللہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ جہنمی ہے۔ اس کی تمام کوششیں اس کی تصنیفات میں ضائع ہو گئیں۔ . . . . پس مسلمانوں پر تو یہ واجب ہے کہ مولوی ثناء اللہ سے مقاطعہ کریں اور حکام کا یہ فرض ہے کہ اس کو زجر و توبیخ کریں۔ اگر بایں ہمہ وہ توبہ نہ کرے تو نہ اس کو سلام کیا جاوے اور نہ اس کے ساتھ نشست برخاست کی جاوے اور نہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے اور نہ اس کی قبر پر دعا کے لئے کھڑا ہو۔"

" ثناء اللہ کی تفسیر کلام الٰہی صحیح احادیث نبویہ اہل حدیث اور مسلمانوں کی بہت بڑی جماعت کی تفسیر کے خلاف ہے اور اس قابل ہے کہ اس کا مقاطعہ کیا جاوے بلکہ تردید کی غرض سے دیکھنے کے سوا اس کا دیکھنا بھی حرام ہے۔"

(ملفوظ از فیصلہ مکہ صفحہ ۱۵-۲۰)

اس طرح علماء کہلانے والوں کے نزدیک ایک دوسرے کی قرآن شریف کی تفسیر گمراہ کن ہو۔ اور مسلمانوں کو اس کا دیکھنا تک حرام ہو۔ تو مسلمان کس طرح صحیح علم حاصل کر سکتے ہیں۔ اور کس طرح وہ تبلیغ کے اہم فرض ادا کر سکتے ہیں؟

ایک ربانی مصلح اس کی طرف مبعوث کیا جائے اور اس کے ذریعہ قرآن شریف کی صحیح تفسیر کا تازہ اسلام دنیا میں آشکارا ہو۔ اس طرح صرف وہی لوگ جو اس ربانی مصلح کو مانتے ہیں۔ صحیح اسلام حاصل کر سکتے ہیں اور وہی مخالفین کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور وہی تمام جہان میں کامیابی کے ساتھ تبلیغ کر سکتے ہیں۔

(باقی)

تحریک وصیّت

(از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

"بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ بلائیں نزدیک ہیں۔ اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دے گا قریب ہے۔ پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہونا ثابت کر دیں گے اور نیز یہ بھی ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور اس کے دفتر میں سابقین اولین لکھے جائیں گے۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاشکے! میں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔ یاد رکھو کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سود ہو گا اور صدقہ خیرات محض عبث۔ دیکھو میں بہت قریب عذاب کی تمہیں خبر دیتا ہوں اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے۔ مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے۔ تب آخری وقت میں کہیں گے ھٰذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔"

(رسالہ الوصیت ...)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جدید علم کلام اور اس کے وسیع اثرات

از مکرم نصیر احمد صاحب ناصر

(۱۳)

مسئلہ جہاد اور مسلمان

اسلام کے اہم اور بنیادی ارکان میں سے ایمان بالرسل کا تذکرہ کرنے کے بعد آپ مسئلہ جہاد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ علم کلام کی تاثیر کا کچھ ذکر کیا جاتا ہے

جہاد کی فلاسفی اور اسکی اصل حقیقت ایک ایسا امر ہے کہ جس کے نہ سمجھنے کے باعث اس زمانہ میں لوگوں نے بہت ٹھوکر کھائی ہے۔ اور بڑی بڑی غلطیاں ان سے سرزد ہوئی ہیں۔ جہاد کا جو مفہوم عام طور پر مسلمانوں میں متعارف تھا۔ اس کا ابھی تک اثر پورے پورے طور سے مسلمانوں کے ذہنوں سے زائل ہونے میں نہیں آیا۔ چنانچہ موجودہ علمی دور کے مشہور اردو ناول نگار ایم۔ اسلم لکھتے ہیں۔

"خلیفۂ وقت کا سب سے بڑا کام اشاعت اسلام تھا یعنی خدا اور اس کے رسول کا مقدس پیغام خدا کی مخلوق تک پہنچانا اور انہیں دعوت اسلام دینا۔ جب کسی حکمران کو دعوت اسلام دی جاتی تو دو شرطیں پیش کی جاتیں۔ ایک یہ کہ مسلمان ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ اگر مسلمان نہیں ہوتے تو جزیہ دو اور جب دونوں شرطیں نہ مانی جاتیں تو پھر ان مجاہدین اسلام کو ان سرکشوں کا سر کچلنے کا حکم ملتا اور اسی کا نام جہاد ہے"

(حزب مجاہد ۳۵)

پھر ولی اللہ صاحب لاہوری اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

واضح ہو کہ اہل اسلام کے ہاں کتب احادیث اور فقہ میں جہاد کی صورت یوں لکھی ہے کہ پہلے کفار کو موعظۂ حسنہ سے اسلام کی طرف دعوت کی جائے اگر مان گئے تو بہتر نہیں تو کفار عرب سے بباعث شدت کفر اور بت پرستی ان کی ایمان یا قتل کے سوا کچھ نہ مانا جائے۔ جیسا کہ شریعت موسوی میں بھی بعض خاص قوموں کے حق میں سنگساری اور قتل کے سوا کوئی حکم نہیں اور کفار عرب کے سوا جو مشرک ہوں ان سے جزیہ اور اطاعت کی درخواست کی جائے اگر قبول ہو گئی تو ان کے مال و جان کو مسلمین کے مال و جان کی طرح جاننا چاہیئے اگر دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی قبول نہ کریں تو ان سے لڑنا چاہیئے"

(حیات الافغان مطبوعہ مصطفائی لاہور ۱۸۶۷ء)

یہ تھے وہ خیالات جو عام طور پر مسلمانوں میں جہاد کے متعلق مشہور تھے اور اس غلط مفہوم کی وجہ سے مخالفین اسلام کو دل کھول کر اسلام پر اعتراضات کرنے کا موقعہ ہاتھ آیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جن کا کام از سر نو احیائے دین تھا آپ نے اپنی متعدد کتب میں حقیقت جہاد کی وضاحت فرمائی آپ نے فرمایا کہ جہاد کا یہ مفہوم نہیں کہ خواہ مخواہ کفار سے جنگ کی جائے مسلمانوں کو ابتدائی زمانہ میں جو جنگیں اور لڑائیاں لڑنی پڑیں ان کی نوعیت محض دفاعی جنگوں کی تھی۔ اور اس کی ابتدا خود کفار کرنے والے تھے

آپ نے فرمایا کہ اسلام ہی دنیا میں آزادی ضمیر کا سب سے بڑا حامی ہے . . . اسلام اپنی اشاعت کے لئے کسی مادی تلوار کا محتاج نہیں اسلام کے اس سرعت سے پھیل جانے کا باعث خود اسلام کی پیش کردہ بہترین تعلیم ہے جس نے ہر زمانہ میں تلوار سے بڑھ کر کام دکھلایا اور یہ وہ تلوار تھی جس سے لگایا ہوا زخم دنیا کی کوئی مرہم درست نہیں کر سکتی اسی طرح آپ نے اپنی کتب میں جابجا اس حقیقت کا اظہار فرمایا کہ اب موجودہ دور میں بھی اسلام دنیا پر غالب آ کر رہے گا اور اس غلبہ کے لئے بھی وہی روحانی تبلیغی ہتھیار درکار ہے جس کا مقابلہ مادی سامانوں سے ہرگز اور ہرگز نہیں کیا جا سکے گا۔

ان تحریرات کا اثر

آپ کی بعثت سے قبل اسلام اور بانیٔ اسلام صلعم کے خلاف سب سے بڑا اعتراض یہی پیش کیا جاتا تھا کہ اس آزادی ضمیر کے زمانہ میں جہاد کی موجودہ تعلیم انسانیت سوز مظاہرہ کا پیش خیمہ ہے۔

حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے مسلمانوں کو ان کی غلطی پر متنبہ کیا آپ نے غیر مذاہب کے مقابلہ میں یہ بات بوضاحت بیان کی کہ مسلمانوں کو تلوار اٹھانے کی اجازت اس وقت دی گئی تھی جب کہ کفار کے مظالم حد انسانیت کو عبور کر کے درندگی کی حدود میں داخل ہو گئے تھے آپ نے قرآن پاک سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت کی کہ اسلام اپنی اشاعت کے لئے کسی مادی تلوار کی خواہ مخواہ اجازت نہیں دیتا اور اسلام ہی وہ سب سے پہلا دین ہے جس نے یہ اعلان فرمایا ہے کہ

لا اکراہ فی الدین

کہ دین کے معاملہ میں انسان خود مختار ہے کسی کو اجازت نہیں کہ کوئی کسی انسان سے اس کے اس پیدائشی حق کو سلب کرے۔

غرض ان تحریرات کا یہ گہرا اثر پڑا کہ وہی دشمنان اسلام جن کا کام صبح مسا اسلام کو بدنام کرنا تھا وہ مجبوراً اپنے اس اعتراض کو قوی نہ پا کر جارحانہ اقدام کی بجائے مدافعانہ قدم اٹھانے پر مجبور ہو گئے۔

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ جہاد کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے ان سب تحریرات کا اس جگہ تحریر کرنا انتہائی مشکل ہے۔

آپ نے جو کچھ جہاد کے متعلق تحریر کیا ہے اس میں سے کسی قدر درج ذیل کیا جاتا ہے۔ آپ اپنی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" صفحہ ۲۵۹ پر جہاد کی حقیقت میں یوں تحریر فرماتے ہیں :۔

"یہ بھی یاد رہے کہ اللہ جل شانہٗ قرآن کریم میں ہمیں تدبیر اور انتظام کے لئے حکم فرمایا ہے کہ جو احسن تدابیر اور انتظام ہم اسلام کے لئے قرین مصلحت سمجھیں اور دشمن پر غالب ہونے کے لئے مفید خیال کریں وہ بجا لائیں جیسا کہ عز اسمہٗ فرماتا ہے۔

واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ

یعنی دینی دشمنوں کے لئے جو قوت لگ سکتے ہو لگاؤ اب دیکھو یہ آیت کریمہ کس قدر بلند آواز سے ہدایت فرما رہی ہے کہ جو تدبیریں خدمت اسلام کے لئے کارگر ہوں سب بجا لاؤ اور تمام قوت اپنے بازو کی اپنی مالی طاقت کی اپنے احسن انتظام کی اپنی تدبیر شائستہ کی اس راہ میں خرچ کرو تا تم فتح پاؤ"

پھر فرماتے ہیں :۔

"جاننا چاہیئے کہ جہاد کا لفظ جہد سے مشتق ہے جس کے معنے ہیں کوشش کرنا اور پھر مجاز کے طور پر دینی لڑائیوں کے لئے بولا گیا"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص۱)

اسلامی جنگیں دفاعی تھیں

"قرآن کریم ہرگز جہاد "جہاد بالسیف ناحق" کی تعلیم نہیں دیتا اور اصلیت صرف اس قدر ہے کہ ابتدائی زمانہ میں بعض مخالفوں نے اسلام کو تلوار سے روکنا چاہا بلکہ نابود کرنا چاہا تھا سو اسلام نے اپنی حفاظت کے لئے ان پر تلوار اٹھائی اور انھیں کی نسبت حکم تھا کہ یا قتل کئے جائیں یا اسلام لائیں سو یہ حکم مختص الزمان تھا ہمیشہ کے لئے نہیں تھا"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص۱۱)

اسلام کی اشاعت کا جمالی دور اور تبلیغی جہاد

آپ فرماتے ہیں کہ :۔

"۔۔۔ میرے آنے کی دو غرضیں ہیں، ایک یہ کہ جو غلبہ اس وقت اسلام پر دوسرے مذاہب کا ہوا ہے گویا وہ اسلام کو کھاتے جاتے ہیں اور اسلام نہایت کمزور اور یتیم بچہ کی طرح ہو گیا ہے۔ اس لئے اس وقت خدا نے مجھے بھیجا ہے تا میں ادیان باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے لئے پرزور دلائل اور صداقتوں کے ثبوت پیش کروں اور وہ ثبوت علمی دلائل کے انوار اور برکات اور انوار سماوی ہیں جو ہمیشہ سے اسلام کی تائید میں ظاہر ہوئے ہیں اس وقت اگر تم عیسائیوں کی رپورٹیں پڑھو تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ اسلام کی مخالفت کے لئے کیا سامان شائع کر رہے ہیں اور ان کا ایک ایک پرچہ کتنی کتنی تعداد میں شائع ہوتا ہے ایسی حالت میں ضروری تھا کہ اسلام کا بول بالا کیا جاتا

پس اس غرض کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہے گا اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں ہاں یہ سچی بات ہے کہ اس غلبہ کے لئے کسی تلوار اور بندوق کی حاجت نہیں مذہب کی غرض دلوں کو فتح کرنا ہوتی ہے اور یہ غرض تلوار سے حاصل نہیں ہوتی''

(لیکچر اسلام ص۳۴)

آپ کی تحریرات کا اثر

شروع زمانہ میں جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جہاد کی حقیقت غیر مذاہب اور خود مسلمانوں پر واضح کرنا شروع کی تو علماء نے جو عرصہ دراز سے خونی مہدی کے نہایت اشتیاق کے ساتھ منتظر تھے اور دین کے لئے تلوار کے استعمال کو نہایت ضروری سمجھ رہے تھے انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی انتہائی مخالفت کرنا شروع کر دی۔ آپ کو مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ کفر کے فتوے آپ کے خلاف صادر کئے گئے۔ لیکن آسمان کے خدا نے جس نے خود اپنے دست قدرت سے اپنی قدرت نمائی کے لئے آپ کو کھڑا کیا تھا۔ لوگوں کے قلوب کو آپ کے پیش کردہ علم کلام سے متاثر کرنا شروع کر دیا ہے۔ جب عام مسلمانوں نے یہ دیکھا کہ آپ نے جو جو کچھ پیش کیا ہے وہ باوجود اختلاف کے اسلامی تعلیم کے عین مطابق ہے اور ان باتوں کو قبول کرنے میں ہی صحیح اور اصل اسلامی خدمت ہے تو انہوں نے بھی اپنے نظریات کو آہستہ آہستہ تبدیل کرنا شروع کر دیا۔

آپ کی تحریرات کے جو نتائج برآمد ہو رہے ہیں وہ یہ ہیں :-

اوّل ۔ نظریہ جہاد میں تبدیلی

زمانہ حال کے مسلمان مصنفین نے آپ کے پیش کردہ علم کلام سے متاثر ہو کر جو کچھ لکھا اس میں سے کسی قدر ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

الف ۔ ''جہاد کے معنے عموماً قتال اور لڑائی کے سمجھے جاتے ہیں مگر مفہوم کی یہ تنگی قطعاً غلط ہے۔ ...... اس کے معنے محنت اور کوشش کے ہیں۔ اس کے قریب قریب اس کے اصطلاحی معنے بھی ہیں یعنی حق کی بلندی اور اشاعت اور حفاظت کے لئے ہر ایک قسم کی جدوجہد کرنا قربانی اور ایثار گوارا کرنا اور ان تمام جسمانی و مالی و دماغی قوتوں کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو ملی ہیں اسکی راہ میں صرف کرنا یہاں تک کہ اس کے لئے اپنی اپنے عزیز و اقارب کی اہل و عیال کی خاندان کی قوم کی جان تک کو قربان کر دینا اور حق کے مخالفوں اور دشمنوں کی کوششوں کو توڑنا ان کی تدبیروں کو رائیگاں کرنا ان کے حملوں کو روکنا اور اس کے لئے جنگ کے میدان میں اگر ان سے لڑنا پڑے تو اس کے لئے بھی پوری طرح تیار رہنا بھی جہاد ہے''۔ (سیرت النبی جلد ۵ ص۲۹۹)

ب ۔ ''افسوس ہے کہ مخالفوں نے اتنے اہم اور اتنے ضروری اور اتنے وسیع مفہوم کو جس کے بغیر دنیا میں کوئی تحریک نہ کبھی سرسبز ہوئی نہ ہو سکتی ہے صرف دین کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کے تنگ میدان میں محصور کر دیا۔

یہاں ایک شبہ کا ازالہ کرنا ضروری ہے اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جہاد اور قتال دونوں ہم معنی ہیں حالانکہ ایسا نہیں قرآن پاک میں دو لفظ الگ الگ استعمال ہوتے ہیں۔ اسی لئے جہاد فی سبیل اللہ خدا کی راہ میں جہاد کرنا اور قتال فی سبیل اللہ اللہ کی راہ میں لڑنا ان دونوں کے ایک معنے نہیں بلکہ ان دونوں میں عام و خاص کی نسبت ہے یعنی ہر جہاد قتال نہیں بلکہ جہاد کی مختلف قسموں میں سے ایک قتال اور دشمنوں کے ساتھ لڑنا بھی ہے''۔

(سیرت النبی جلد پنجم ص۲۹۹ تا ص۳۰۰)

علامہ اقبال جہاد کی تعریف یوں کرتے ہیں :-

یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

اسی طرح رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد میں جہاد کی اقسام بیان کرتے ہوئے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لکھتے ہیں :-

''جہاد جو اسلام و مسلمانوں میں ایک رکن عظیم مانا جاتا ہے دو قسم ہے ملکی و مذہبی''۔ (ص۳)

پھر اسی رسالہ میں آگے چل کر فرماتے ہیں :-

''ایسا ہی بعض مسلمانوں کا ہر ایک مخالف مذہب سے صرف مخالفت مذہب کی نظر سے لڑنا اور ان کے جان و مال پر تعرض کرنا جیسا کہ سرحد کے ناواقف مسلمانوں کا دستور ہے غلطی ہے اور ناواقفیت پر مبنی ہے''۔ (ص۱۷)

مذہب میں جبر جائز نہیں

جب علماء کے افکار و نظریات میں عقیدہ جہاد کے متعلق وسعت پیدا ہونا شروع ہوئی تو اب وہ آہستہ آہستہ غور کر کے اس نتیجہ پر بھی پہنچنا شروع ہو چکے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں بلکہ تبلیغ کے نتیجہ میں پھیلا اور مذہب کے لئے تلوار اٹھانا اسلامی منشاء کے سراسر خلاف اور منافی ہے اور صدر اوّل میں تلوار کا استعمال محض حفاظت جان کی غرض سے تھا۔ اکثر علماء نے اب آپ کے پیش کردہ نظریہ جہاد سے متاثر ہو کر یہ لکھنا بھی شروع کر دیا ہے کہ مسلمانوں نے عہد نبوی اور خلافت راشدہ کے زمانہ میں تمام جنگیں محض دفع شر کے لئے لڑی تھیں اور ان جنگوں سے ان کی غرض حصول جاہ و حشمت قطعاً نہ تھی۔

چنانچہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم صاحب ایم اے ایل ایل بی۔ پی ایچ ڈی نے لکھا ہے

''اسلام کو اس کے دشمنوں اور نادان دوستوں نے شمشیر زنی کا مذہب قرار دیا ہے۔ یہ ایک بہتان عظیم ہے ایسے دین کے متعلق جس کی ماہیت اور مقصد ہی سلامتی سلامت روی اور امن کوشی ہے اسلام کے سوا تاریخ ادیان میں کسی دین کے لئے کوئی معنوی اسم نہیں''۔

(اساس اسلام ص۱۹۲)

پھر فرماتے ہیں :-

''اسلام نے جو جنگ کی اجازت دی ہے وہ فتنہ فساد کو رد کرنے کی غرض سے ہے جب قتل کرنے کے بغیر فتنہ رفع ہو سکتا ہے تو اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ الفتنة اشد من القتل قتل بری چیز ہے لیکن فتنہ اس سے کہیں زیادہ قبیح ہے اس لئے جہاں قتل یا جنگ کے بغیر فتنہ فرو نہ ہو سکتا ہو وہاں نہ صرف جنگ کی اجازت بلکہ جنگ کرنا فرض ہو جاتا ہے چونکہ صرف دفع فتنہ کے لئے جنگ کی اجازت دی گئی ہے اسی لئے یہ تاکید کی گئی۔ قاتلوھم حتی لا تکون فتنة و یکون الدین للہ رسول کریمؐ کو جنگ اس لئے کرنی پڑی کہ کفار آزادی ضمیر آزادی تبلیغ کی اجازت نہ دیتے تھے اور مومنوں کو محض اس لئے اذیت پہنچاتے تھے کہ ان کے عقائد مشرکوں کے عقائد کے مخالف ہیں ...... ایسے لوگ جنہوں نے اسلام تو قبول نہیں کیا لیکن مسلمانوں سے دین کے معاملہ میں جنگ بھی نہیں کی اور نہ ان کو ان کے گھروں سے نکالا ہے ایسے امن پسند غیر مسلموں کے ساتھ تم کو احسان اور انصاف کرنے سے خدا نہیں روکتا۔

اسلام کا بنیادی اصول یہ ہے کہ دین کے بارہ میں کوئی جبر نہیں لا اکراہ فی الدین رسول کریمؐ کی زندگی یا صحابہ کرام کی زندگی میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے کہ کسی شخص کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا ہو''۔

(اسلام کی بنیادی حقیقتیں ص۱۹۲ تا ص۱۹۷)

اسی طرح مشہور مفسر قرآن جناب ابوالکلام صاحب آزاد نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ اسلام کی اشاعت کے لئے جبر کی قطعاً اجازت اسلام کسی کو نہیں دیتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں :-

''مکہ میں جب پیغمبر اسلام کی دعوت کا ظہور ہوا تو قدرتی طور پر دو گروہ ہو گئے۔ ایک ان لوگوں کا تھا جنہوں نے یہ دعوت قبول کی اور دوسرا تمام قوم اور اس کے سرداروں کا جو اس کے مخالف تھے۔ غور کرو دونوں میں بنائے نزاع کیا تھی؟

پیروان مذاہب کہتے تھے انہیں حق ہے کہ جس بات کو وہ درست سمجھیں اختیار کریں۔ مخالف کہتے تھے انہیں یہ حق حاصل نہیں یعنی وہ ان کے اعتقاد ضمیر کی آزادی تسلیم نہیں کرتے تھے وہ چاہتے تھے کہ بزور شمشیر مسلمانوں کو ان کے اعتقاد سے پھرا دیں پیغمبر اسلام نے تیرہ برس تک ہر طرح کے مظالم برداشت کئے آخر جب مکہ میں رہنا دشوار ہو گیا۔ تو مدینہ چلے آئے لیکن قریش مکہ نے یہاں بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا پے در پے حملے شروع کر دئے۔ اب پیغمبر اسلام کے سامنے تین راہیں تھیں

ا۔ جس بات کو حق سمجھتے ہیں اس سے دست بردار ہو جائیں۔

ب۔ اس پر قائم رہیں مگر مسلمانوں کو قتل ہونے دیں۔

ج۔ ظلم و تشدد کا مردانہ وار مقابلہ کریں اور نتیجہ خدا کے ہاتھ میں چھوڑ دیں

انہوں نے تیسری راہ اختیار کی ...... قرآن نے جس لڑائی کو جائز قرار دیا ہے۔ اس کی اصلیت اس سے زیادہ کچھ نہیں''۔

(ترجمان القرآن ص۵۲)

(باقی)

فضل عمر ہسپتال کے نادار مریضوں کے لئے صدقات

قسط نمبر ۲

از ۲۷/۳/۶۲ تا ۲۰/۶/۶۲

حکیم ظفر الدین احمد صاحب شیخوپورہ	۸ — ..
چوہدری محمد عبد السمیع صاحب "	۳ — ..
شیخ عبد العزیز صاحب "	۲ — ..
مبارکہ بیگم صاحبہ "	۲ — ..
امۃ السمیع صاحبہ "	۲ — ..
چوہدری محمد انور حسین صاحب ایڈووکیٹ	۶۷ — ۳
انور ملک صاحب لاہور چھاؤنی	۵ — ..
میاں چراغ دین صاحب صدر حلقہ سنت نگر لاہور	۱ — ۲۵
اہلیہ صاحبہ حشمت اللہ صاحب حسن باڈہ	۵ — ..
ملک رشید الدین صاحب نیاز نگر ضلع منٹگمری	۲ — ۵۰
دیگر قدسیہ ملک صاحبہ " "	۱۰ — ..
حکمت سلطانہ صاحبہ	۱ — ..
عالم بی بی صاحبہ	۱ — ..
پٹھان ملک برکت اللہ صاحب	۲ — ..
بابا امام الدین صاحب	۱ — ..
چوہدری عزیز اللہ صاحب جماعت عارف والہ	۲۱ — ۷۵
قریشی مسعود احمد صاحب سول لائن لاہور	۷ — ..
بذریعہ چوہدری محمد دین صاحب " "	۵ — ۲۵
سعیدہ بشریٰ صاحبہ " "	۱ — ..
بیگم صاحبہ محمد نصر اللہ خاں صاحب "	۵ — ..
بیگم صاحبہ عبد الرحمٰن صاحب مصری شاہ "	۲ — ..
رضیہ خانم صاحبہ اہلیہ پروفیسر حمید اللہ صاحب دار النصر ربوہ	۵ — ..
ڈاکٹر حبیب اللہ خاں صاحب گکھڑ منڈی	۵ — ..
غلام رسول صاحب سیکرٹری مال جماعت ملتان شہر	۱۷ — ..
چوہدری نذیر احمد صاحب سیکرٹری مال جماعت منڈی بہاؤ الدین	۲۹ — ..
مبارک احمد صاحب بنول	۱ — ..
عبد السلام خاں صاحب بنول	۲ — ..
سردار محمد صاحب	۱۵ — ..
ملک خدا بخش صاحب منٹگمری	۲۰ — ..
احسان اللہ صاحب محراب پور	۵ — ..
نذیر احمد خاں صاحب سیکرٹری مال رحیم یار خان	۵ — ..
بیگم صاحبہ چوہدری محمد اکرم صاحب سرگودھا	۵ — ..
نصیر احمد صاحب لعل دین صاحب قبولہ ضلع منٹگمری	۱۵۰ ..
حکیم سید پیر احمد صاحب سیالکوٹ	۵ — ..
ملک مقصود احمد صاحب کاچھو پورہ لاہور	۵ — ..
محمد سلیمان خاں صاحب بہاول پور	۴ — ..
مسز شمیم لطیف صاحب کراچی	۱۰ — ..
چوہدری ذو الفقار علی صاحب بزنانہ لائل پور	۳ — ۴
عبد اللطیف خاں صاحب ٹھیکیدار چنیوٹ	۵۰ — ..
مستری اللہ دتہ صاحب جماعت کرتو	۲ — ۰۱
محمد ابرار حسین صاحب شاہدرہ	۲ — ..
اختر حسین صاحب "	۲ — ..
محمد احمد صاحب نظام دار الصدر جنوبی ربوہ	۲۱ ..
ملک حبیب الرحمٰن صاحب ربوہ	۱۵ — ..

احمد دین صاحب ککھڑ پا ضلع سیالکوٹ	۲ — ۷۴
حلقہ دہلی گیٹ لاہور	— ۷۵
منصورہ صاحبہ اہلیہ عطاء الرحمٰن صاحب پراچہ سرگودھا	۱۲۲ — ۷۵
لجنہ اماء اللہ سرگودھا	۲۹ — ..
نیاز احمد صاحب انارکلی لاہور	۱۰ — ..
سید عبد اللہ صاحب جماعت چک جھمرہ	۹ — ..
بیگم صاحبہ قاضی محمد اسلم صاحب لاہور	۱۰ — ..
محمد سمیع صاحب ناصر دواخانہ ربوہ	۱۱ — ..
اکبر علی صاحب وزیر آباد	۱۰ — ..
امۃ الرشید فاطمہ صاحبہ سیکرٹری لجنہ کوئٹہ	۵۰ — ..
شیخ محمد سعید صاحب لاہور	۱۰ — ..
امۃ المجید صاحب شکارپور سندھ	۱۰ — ..
لیفٹیننٹ کرنل محمود احمد صاحب کراچی	۱۰ — ..
استانی سردار بیگم صاحبہ	۶ — ..
رشید الدین صاحب شیخ ملتان	۲۰ — ..
کیپٹن منظور احمد صاحب سیالکوٹ چھاؤنی	۵ — ..
چوہدری ننھے خاں صاحب گوٹھ ننھے خاں سندھ	۳۰ — ..
مسعود احمد شاہ صاحب بخاری لاہور	۵ — ..
شبیر احمد صاحب جاملکے چٹھہ	۴ — ..
ملک عبد القدیر رشید احمد صاحب شیخوپورہ	۱۰ — ..
ذکر اللہ صاحب "	۱ — ..
فاطمہ بیگم صاحبہ "	۵ — ..
اکاؤنٹ وقف جدید ربوہ	۲ — ..
عبد الرحمٰن صاحب سیکرٹری چک ۸۴ ب سرشمیر روڈ	۱ — ..
ام ظفر صاحب کراچی	۱۰ — ..
طیبہ مبارکہ صاحبہ کراچی	۴ — ..
ملک بشیر احمد صاحب ایس ای لاہور	۱۰ — ..
مسز شریف احمد صاحب دار البرکات ربوہ	۱ — ۵۰
مسعودہ پروین صاحبہ چک جھمرہ	۱ — ..
مستری محمد ابراہیم صاحب دار الیمن ربوہ	۵ — ..
غلام نبی صاحب راجن پور ضلع ڈیرہ غازی خاں	۴ — ..
نعمت اللہ صاحب حسن باڈہ	۵ — ..
ملک عبد الرب صاحب ربوہ	۵ — ..
صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب ربوہ	۵۰ — ..
لجنہ اماء اللہ ڈیرہ غازی خاں	۲ — ..

از ۲۱/۶/۶۲ تا ۲۱/۶/۶۲

بیگم صاحبہ سید داؤد مظفر شاہ صاحب ربوہ	۷ — ..
بیگم صاحبہ میاں محمد محسن صاحب لائل پور	۲۰ — ..
ڈاکٹر اقبال احمد خاں صاحب مظفر گڑھ	۱۰ — ..
رشید احمد صاحب خانپور ضلع رحیم یار خاں	۵ — ..
مس زہرہ چوہدری مظفر گڑھ	۵ — ..
امۃ السلام صاحبہ بیگم اقبال احمد صاحب کراچی	۴۱ — ..
ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ	۱۰ — ..
اہلیہ شیخ محمد سعید صاحب گڑھی شاہو لاہور	۱۰ — ..
محمد یعقوب صاحب از جماعت گوکھووال چک ۱۲۲ ر ب لائل پور	۳۰ — ..

(باقی)

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی سالانہ تربیتی کلاس

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی سالانہ تربیتی کلاس مورخہ ۲۱/۶/۶۲ تا ۳۰/۶/۶۲ منعقد ہوئی

مورخہ ۲۱ جون بعد نماز مغرب مکرم چوہدری احمد مختار صاحب قائم مقام امیر جماعت کراچی نے افتتاح کیا۔ آپ نے تربیتی کلاسوں کے انعقاد کی اہمیت بیان کی اور تحریک کی کہ خدام اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں اس کے بعد ملک مبارک احمد صاحب قائم مقام قائد نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اور محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے پیغامات (جو مجلس کی درخواست پر اس موقعہ کے لئے موصول ہوئے تھے) پڑھ کر سنائے۔

کلاس کے پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے مرکزی وفد کے ممبران اور مقامی مربی صاحبان اور جماعت کراچی کی ممتاز شخصیتوں نے حصہ لیا جس سے تربیتی پروگرام میں غیر معمولی دلچسپی پیدا ہوگئی مورخہ ۲۳ جون ۱۹۶۲ء کو تربیتی کلاس کے خدام نے جماعت احمدیہ کراچی کے زیر انتظام منعقد کردہ جلسہ مصلح موعود میں شرکت کی یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حاضرین کو سوالات کے لئے بھی موقعہ دیا جاتا رہا جس سے خاص دلچسپی پیدا ہوئی اور مفید پہلو سامنے آئے مقررین حضرات نے وقت کی مناسبت سے جوابات دیئے۔

۳۰ جون کو تمام شامل ہونے والے خدام کا امتحان لیا گیا اور آخر میں جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے الوداعی خطاب فرماتے ہوئے یہ امید ظاہر کی کہ یہ سلسلہ آئندہ بھی وقتاً فوقتاً جاری رہے گا آپ نے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی مثالیں دے کر خدام کے سامنے تنظیم اور اطاعت کی برکات بیان کیں بعد ازاں مکرم مرزا نذیر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے جملہ مقررین کا شکریہ ادا کیا۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں ان تربیتی کاموں سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(چیئرمین تربیتی کمیٹی کراچی)

اللہ تعالیٰ کا ایک ارشاد
انصار اللہ غور فرمائیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"بے کار اور نکمی چیزوں کے خرچ سے کوئی آدمی نیکی کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا نیکی کا دروازہ تنگ ہے پس یہ امر ذہن نشین کر لو کہ نکمی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی اس میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ نص صریح ہے۔

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون جب تک عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے اس وقت تک محبوب اور عزیز ہونے کا درجہ نہیں مل سکتا اگر تکلیف اٹھانا نہیں چاہتے اور حقیقی نیکی کو اختیار کرنا نہیں چاہتے تو کیونکر کامیاب اور بامراد ہو سکتے ہو" (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۷۹)

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

چندہ سالانہ اجتماع ادا کرنا خدام

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارا سالانہ اجتماع قریب آگیا ہے اور خدام اس میں شامل ہونے کی تیاری کر رہے ہوں گے مرکز میں بھی اجتماع کے انتظامات شروع ہیں مجالس سے التماس ہے کہ چندہ سالانہ اجتماع وصول کر کے مرکز میں بھجوانے کی طرف توجہ دیں اور کوشش کریں چندہ سالانہ اجتماع سارے کا سارا آخر ستمبر تک ادا کر دیں۔ تاکہ انتظامات اجتماع کے اخراجات کے لئے دقت نہ ہو۔

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرے چھوٹے بھائی عزیزم ملک مجید احمد صاحب ریان ایف ٹریننگ لے رہے ہیں نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ (ملک رشید احمد محمد آباد سٹیٹ ضلع تھرپارکر سندھ)

۲۔ میری دادی صاحبہ کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین (سعید احمد ظفر مسجد احمدیہ سول کوارٹرز پشاور چھاؤنی)

۳۔ میرا بھائی عزیزم ظفر اللہ ندیم کوئٹہ میں ٹائیفائڈ سے بیمار ہے بہن بھائیوں اور بزرگان سلسلہ سے اپنے بھائی کی کامل صحت اور درازی عمر کے لئے درخواست دعا ہے۔ (وسیمہ ندیمہ بنت ملک صلاح الدین صاحب درویش)

۴۔ چند یوم سے پریشان ہے اور طبیعت ناساز ہے احباب کی خدمت میں درخواست دعا ہے

(رشید احمد سلیم معلم وقف جدید [illegible] ضلع گجرات)

ایران میں خوفناک زلزلہ چار ہزار افراد ہلاک سینکڑوں مجروح

سولہ ہزار مربع میل رقبہ میں تباہی ۔ ریلوے ٹیلیفون اور تار کا نظام درہم برہم ہوگیا

تہران ۳۰ ستمبر ۔ کل رات مغربی ایران میں خوفناک زلزلے سے ہزاروں افراد ہلاک اور زخمی ہوگئے ہیں۔ زلزلے سے قریباً ساڑھے سو مربع میل رقبہ میں تباہی ہوئی۔ سرکاری ذرائع نے اس زلزلہ کو حالیہ برسوں میں انتہائی خوفناک" قرار دیتے ہوئے کہا ہے۔ ابھی یہ اندازہ لگانا ... ہے کہ اس سے کتنا جانی و مالی نقصان ہوا ہے" شاہ ایران نے فوری طور پر فوج اور طبی دیکھ بھال کے دستے متاثرہ علاقوں کو روانہ کرنے کا حکم دیدیا ہے۔

سرکاری اندازہ کے مطابق اس زلزلہ سے چار پانچ سو افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ لیکن غیر سرکاری ذرائع اور مقامی اخبارات نے مرنے والوں کی تعداد تین سے چار ہزار تک بتائی ہے۔ شام کو شائع ہونے والے مقامی اخبار "اطلاعات" نے لکھا ہے کہ زلزلہ کے باعث چار ہزار سے زائد افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ صرف ایک گاؤں موضع جارمش سے دو سو لاشیں ملی ہیں۔ معلوم ہوا ہے قزوین کے قریب ایک اور گاؤں میں صرف ستر افراد کو ملبے سے نکالا جا سکا ہے۔ اس گاؤں کی آبادی ایک ہزار تھی۔ اس زلزلہ کا مرکز تہران سے قریباً ایک سو میل دور قزوین اور ہمدان کے وسط میں بیان کیا جاتا ہے۔ زلزلے کا پہلا جھٹکا شام کے سات بجکر بیس منٹ (گرین وچ ٹائم) پر محسوس کیا گیا۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق متاثرہ علاقہ میں کئی دیہات تباہ ہوگئے۔ اور ہزاروں افراد ملبے تلے دب گئے۔ اہواز، تاجکستان اور ابرگم میں عمارات کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ مراد با دا شہزاد اور زوند میں سب سے زیادہ جانی نقصان ہوا ہے۔

تہران اور دوسرے شہروں میں ایرانی ریڈ کراس کی شاخوں سے کمبل خیمے۔ دوائیں ایمبولینس گاڑیاں اور ڈاکٹر متاثرہ علاقوں میں بھیج دئے گئے ہیں۔ ایرانی فوج بھی امدادی کاموں میں مدد دے رہی ہے اور مختلف شہروں و قصبوں میں ملبے تلے دبے ہوئے لوگوں کو نکالا جا رہا ہے۔ شمال مشرقی صوبہ خراسان اور جنوب مغربی صوبہ خوزستان کے سوا ساری ایرانی ریلوے زلزلے سے متاثر ہوئی ہے اور گاڑیوں کی آمد و رفت بند ہو گئی ہے۔ خاص تہران میں بھی زلزلے سے مکانوں کو نقصان پہنچا ہے اور کچھ لوگ زخمی ہوئے ہیں۔

ایرانی ریڈ کراس سوسائٹی (شمس و اسد) کے ڈائرکٹر مسٹر حسین خطیبی نے بتایا ہے کہ زلزلے سے چار پانچ سو افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ اس زلزلے کو ایران کی تاریخ میں بدترین قرار دیا گیا ہے۔ گزشتہ پانچ سال کے دوران ایران میں تین شدید زلزلے آئے تھے۔ جن میں سات ہزار پانچ سو افراد ہلاک ہوئے تھے کل رات مغربی ایران کے بیسیوں شہروں اور دیہات میں ایک طویل عرصہ تک زلزلے کے مسلسل جھٹکے محسوس کئے جاتے رہے اور عمارات منہدم ہوتی رہیں۔ کئی متاثرہ دیہات دور دراز پہاڑی علاقوں میں واقع ہیں۔ زلزلے سے ریلوے کا نظام معطل ہو گیا ہے اور متاثرہ علاقوں میں امداد صرف ہیلی کاپٹروں کے ذریعے پہنچائی جا رہی ہے زلزلے سے ٹیلیفون اور تار کا نظام بھی مضمحل ہو گیا ہے۔

صدر کنونشن میں شریک نہیں ہوں گے

ڈھاکہ ۳ ستمبر۔ صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے امید ظاہر کی ہے کہ مسلم لیگیوں کی آئندہ کنونشن کے بعد وسیع بنیادوں پر ایک پارٹی معرض وجود میں آجائے گی۔ صدر سے آج صبح یہاں پریس کانفرنس میں دریافت کیا گیا کیا گیا تھا کہ اس کنونشن کے بارے میں ان کی کیا رائے ہے ان سے یہ بھی استفسار کیا گیا تھا کہ کیا وہ کنونشن میں شریک ہوں گے صدر نے موخر الذکر سوال کا جواب نفی میں دیتے ہوئے کہا "میرا خیال ہے وہ (کنونشن کے شرکاء) میری عدم موجودگی کو اتنا محسوس نہیں کریں گے۔

تقریب شادی

ربوہ — مورخہ یکم ستمبر ۱۹۶۲ء بروز ہفتہ میمونہ صاحبہ ایم۔ اے بنت مکرم ایس ایم عبداللہ صاحب انجینئر مرحوم آف کشمیری محلہ سیالکوٹ اور چوہدری محمد اکرم صاحب اوپل ایم۔ اے لیکچرار سیکنڈری سکول کیپ کوسٹ گھانا مغربی افریقہ ابن مکرم چوہدری محمد حسین صاحب اوپل محلہ قاسم پورہ گجرات کی تقریب شادی عمل میں آئی۔

مورخہ یکم ستمبر کو دس بجے صبح برات گجرات سے ربوہ پہنچی۔ مکرم چوہدری محمد اسحاق صاحب محلہ دارالبرکات ربوہ کے مکان پر مکرم ملک سیف الرحمن صاحب مفتی سلسلہ نے مبلغ پانچ ہزار روپیہ مہر پر نکاح کا اعلان کیا۔ بعد ازاں تقریب رخصتانہ عمل میں آئی جس میں بہت سے مقامی احباب کے علاوہ حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے بھی شرکت فرمائی۔ آپ نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے اجتماعی دعا کرائی جس میں سب احباب شریک ہوئے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین

جامعہ نصرت ربوہ میں داخلہ

جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ میں فرسٹ ایر بی۔ اے (پاس کورس) کا داخلہ ۱۵ ستمبر سے شروع ہوگا۔ اور دس روز تک جاری رہے گا۔ درخواستیں مجوزہ فارم پر معہ پروویژنل اور کیریکٹر سرٹیفکیٹ مورخہ ۲۴ ستمبر سنہ ۶۲ء تک ارسال کریں۔ فارم اور پراسپکٹس دفتر کالج سے طلب فرمائیں۔

انگلش ریاضی۔ عربی اور اسلامیات میں بی اے (آنرز) کا بھی انتظام ہے

گیارھویں کلاس کا داخلہ یکم ستمبر سے شروع ہو چکا ہے اور بغیر لیٹ فیس کے دس روز تک جاری رہے گا۔ انٹرویو صبح ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک۔

(پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ)

درخواستِ دعا

۱۔ میرا پوتا سہیل ظہور بعمر چار سال حلق میں پھوڑا ہونے کی وجہ سے بہت تکلیف میں ہے احباب جماعت عزیز کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے درد دل سے دعا فرمادیں۔

(ڈاکٹر عبدالستار شاہ پنشنر ربوہ)

۲۔ میرے والد صاحب محترم محمد الطاف صاحب فاروقی بعارضہ دمہ بیمار ہیں آجکل تکلیف زیادہ ہے صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام درویشان قادیان اور احباب سے درخواست ہے کہ والد صاحب کی کامل صحت کے لئے دعا فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

(جاوید احمد فاروقی)

بقیہ لیڈر

ہے۔ اور ہر ایک جسمانی اور روحانی طاقت اسی سے ہے۔ اور اسی سے تمام موجودات پرورش پاتی ہیں اور ہر ایک وجود کا وہی سہارا ہے۔

خدا کا فیض عام ہے جو تمام قوموں اور ملکوں اور تمام زبانوں پر محیط ہو رہا ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا کسی قوم کو شکایت کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ اور یہ نہ کہیں کہ خدا نے فلاں فلاں قوم پر احسان کیا مگر ہم پر نہ کیا۔ یا فلاں فلاں قوم کو اس کی طرف سے کتاب ملی تا وہ اس سے ہدایت پاویں مگر ہم کو نہ ملی۔ یا فلاں زمانہ میں وہ اپنی وحی اور الہام اور معجزات کے ساتھ ظاہر ہوا مگر ہمارے زمانہ میں مخفی۔ پس اس نے عام فیض دکھلا کر ان تمام اعتراضات کو دفع کر دیا اور اپنے ایسے وسیع اخلاق دکھلائے کہ کسی قوم کو اپنے جسمانی اور روحانی فیضوں سے محروم نہیں رکھا اور نہ کسی زمانہ کو بے نصیب ٹھہرایا۔

پس جبکہ ہمارے خدا کے یہ اخلاق ہیں تو ہمیں مناسب ہے کہ ہم بھی انہیں اخلاق کی پیروی کریں۔ لہذا اے ہموطن بھائیو! یہ مختصر رسالہ جس کا نام ہے "پیغام صلح" بادب تمام آپ صاحبوں کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور بصدق دل دعا کی جاتی ہے کہ وہ قادر خدا آپ صاحبوں کے دلوں میں خود الہام کرے اور ہماری ہمدردی کا راز آپ کے دلوں پر کھول دے تا آپ اس دوستانہ تحفہ کو کسی خاص مطلب اور نفسانی غرض پر مبنی تصور نہ فرماویں۔ عزیزو!! آخرت کا معاملہ تو عام لوگوں پر اکثر مخفی رہتا ہے اور انہیں پر عالم غیبی کا راز کھلتا ہے جو مرنے سے پہلے مر جاتے ہیں مگر دنیا کی نیکی اور بدی کو ہر ایک دور اندیش عقل شناخت کر سکتی ہے۔"

(رسالہ پیغام صلح ص ۶-۱۴)